حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ شملہ میں

شملہ ۱۰ جولائی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی صحت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ تمام خاندان میں بھی خیریت ہے۔ حضور کی چھوٹی صاحبزادی امۃ النصیر خدا کے فضل سے آہستہ آہستہ صحت حاصل کر رہی ہے ابھی کمزور بہت ہے۔ خاکسار حشمت اللہ۔

قادیان میں درس و تدریس کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا اعلان

قادیان میں درس و تدریس اور وعظ وغیرہ کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا حسب ذیل اعلان نظارت تعلیم و تربیت قادیان کی طرف سے مختلف مقامات پر چسپاں کرایا گیا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح نوٹ کر لیا جائے۔ کہ یہ اعلان صرف قادیان کے متعلق ہے۔ باہر کی جماعتوں کے لئے نہیں۔ (ایڈیٹر)

تمام احباب جماعت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ قادیان میں جو سلسلہ احمدیہ کا مرکز ہے۔ وعظ اور درس و تدریس کے متعلق بہت کچھ احتیاط کی ضرورت ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں یہ اعلان کرایا تھا۔ کہ مساجد وغیرہ عام مقامات پر کوئی شخص ان کی اجازت کے بغیر وعظ نہ کرے۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وقت سے یہ طریق بطور سنت چلا آیا ہے۔ کہ قادیان میں کوئی عام درس بغیر اجازت نہیں ہوتا۔ اور درحقیقت ہونا بھی ایسا ہی چاہیئے۔ کیونکہ یہ جگہ سلسلہ کا

مرکز ہے۔ اور یہاں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ جو بسا اوقات سلسلہ کی تعلیم سے ناواقف ہوتے ہیں۔ پس اگر عام مقامات پر بلا اجازت درس و وعظ ہوں۔ تو ایسے درسوں یا وعظوں میں جو غلطیاں ہوں۔ وُہ ان لوگوں کی ٹھوکر کا موجب ہو سکتی ہیں۔ اسی طرح سلسلہ میں تفرقہ اور شقاق اور فرقہ بندی کی روح کے ترقی پکڑنے کا خطرہ ہے۔ پس اس خیال سے کہ شاید سلسلہ کے بڑھ جانے کے سبب سے بعض لوگ اس سنت سے ناواقف ہوں۔ میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ قادیان میں جس قدر احمدی پبلک مقامات ہیں۔ ان میں سے کسی مقام پر اگر کوئی اس کے خلاف عمل کرے تو ہر ایک احمدی سے امید کی جاتی ہے۔ کہ وُہ اس کی تعلیم و تربیت کے دفتر میں یا براہ راست خلیفۂ وقت کو اطلاع دے۔

اس اعلان کے یہ معنے نہیں ہیں۔ کہ کوئی شخص کسی کو اپنے گھر پر ترجمہ قرآن نہ پڑھائے۔ یا نصیحت نہ کرے۔ بلکہ صرف یہ مراد ہے۔ کہ اجتماعی جگہوں پر پبلک درس نہ دے۔ جیسے مساجد مدارس۔ دفاتر۔ مہمان خانہ وغیرہ۔ کیونکہ ایسی جگہوں پر جو درس دیا جائے۔ یا جو وعظ کیا جائے۔ سلسلہ پر اس کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور ایسی ذمہ داری بغیر اجازت کی شرط لگانے کے نہیں اٹھائی جا سکتی۔ اجازت کا ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے۔ کہ اجازت طلب کرنے سے وُہ امر علم میں آجاتا ہے۔ اور نگرانی میں آسانی رہتی ہے۔

خاکسار میرزا محمود احمد ۷-۲

الجماعة الاحمدية في الديار العربية

تائید الٰہی

میں نے ایک چٹھی میں ذی مقدرت احمدی احباب سے اپیل کی تھی۔ کہ وُہ ہم سے عربی کتب خرید کر علماء حمص و طرابلس الشام کے تین سو روپے کے حساب کی چھپوائی کے لئے ہماری مدد فرمائیں۔ ورنہ دو تین ماہ تک ہمیں اس کی چھپوائی کے لئے انتظار کرنا پڑیگا جس دن میں نے یہ چٹھی روانہ کی۔ اُسی دن ڈاک میں برادرم محمد طالب افندی کی طرف سے پانچ پونڈ مصری کی گرانقدر رقم اس رسالہ کی چھپوائی کے لئے ملی جزاہ اللہ فی الدارین خیرا۔ بقیہ اخراجات طبع شام و فلسطین کے چندہ میں سے کئے گئے۔ چنانچہ یہ رسالہ اسّی صفحات کا دو تین روز تک انشاء اللہ چھپ کر شائع ہو جائیگا اللہ تعالیٰ اسے لوگوں کے لئے باعث ہدایت بنائے۔

سوڈان میں تبلیغ احمدیت

سوڈان سے برادرم محمد عثمان سنی صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ کہ میں تبلیغ میں مشغول ہوں۔ یہاں اکثر لوگ جاہل ہیں۔ اس لئے وُہ باریک حقائق کو جلدی نہیں سمجھ سکتے۔ مگر مدارس کے طلباء اور استادوں نے مجھ سے کتابیں لے کر مطالعہ کی ہیں۔ جن کا ان پر اچھا اثر ہوا ہے وُہ اب دوسرے دوستوں کو بھی میرے پاس لاتے ہیں۔ اور میں خدا تعالیٰ کے فضل سے یقین رکھتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ضرور سوڈان میں احمدیت کو ترقی دے گا۔ ان کی طلب پر اور کتب و رسالجات ارسال کئے گئے ہیں۔

شام میں نئے احمدی

برادرم منیر الحصنی خوب محنت سے تبلیغ کر رہے ہیں۔ وہ ناحال بیمار ہیں۔ ان کی صحت کے لئے احباب خصوصیت سے دعا فرماتے رہیں۔ نیا رسالہ بھی انہی کے ذریعہ شام میں چھپوایا گیا ہے۔ مندرجہ ذیل اشخاص وہاں سلسلہ میں نئے داخل ہوئے ہیں:۔

(۱) ابو فہد محمد الصباغ۔ (۲) قدور بن احمد الافغانی (۳) محمد کاظم بن ادیب الخیاط (۴) فوزیہ بنت عبد العزیز (۵) وداد بنت صالح الشوبی۔ اللہ تعالیٰ دُوسروں کو بھی قبولیت حق کی توفیق عطا فرمائے۔

فلسطین میں نئے احمدی

کبابیر گاؤں کی جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔ میں چار پانچ روز ان کے پاس رہا۔ اور قرآن و حدیث و کتب مسیح موعود علیہ السلام کا درس دیتا رہا۔ مندرجہ ذیل اشخاص حیفا میں نئے داخل سلسلہ ہوئے ہیں:۔

(۱) الحاج حسن القرق۔ (۲) محمود القرق (۳) نجیب مصطفیٰ العواد بولیس اللہ تعالیٰ سب کو استقامت عطا فرمائے۔

خطبہ الہامیہ کی تاثیر

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمام دُنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ اسی لئے آپ کی کتب میں ہر قسم کے لوگوں کی ہدایت کا سامان موجود ہے یہاں فرقہ شاذلیہ کے لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں۔ وُہ صوفی مشرب کے ہیں۔ خطبہ الہامیہ کا ان لوگوں پر عجیب اثر ہوتا ہے جب پڑھتے ہیں۔ تو ان پر وجد و رقت کی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

آخر میں تمام احباب سے دُعا کے لئے درخواست ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوتاہیوں اور کمزوریوں کو معاف فرمائے۔ اور سعید روحوں کو جلد تر قبولیت کی توفیق عطا فرمائے۔

خاکسار۔ جلال الدین شمس احمدی از حیفا ۲۔ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء

نظارت بہشتی مقبرہ کی طرف سے ضروری ہدایات

(۱)

(۱) چندہ وصیت (حصہ آمد) ماہوار بھیجا جایا کرے۔

(۲) زر وصیت ارسال کرتے وقت وصیت کا نمبر اور یہ کہ رقم مرسلہ فلاں ماہ کی آمد کا حصہ ہے۔ کوپن پر درج کرنا چاہیئے اور بیمہ کی صورت میں تفصیل شامل کرنی چاہیئے۔

(۳) زر وصیت ارسال کرتے وقت تفصیل ساتھ دینی چاہیئے یعنی حصہ آمد۔ حصہ جائداد۔ شرط اول۔ محصلات۔ اعلان وصیت

(۴) زر وصیت خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں آنا چاہیئے مگر زر وصیت کے متعلق ہر ایک قسم کی خط و کتابت دفتر بہشتی مقبرہ سے ہونی چاہیئے۔

(۵) آمدنی میں کمی بیشی ہونے کی صورت میں دفتر بہشتی مقبرہ کو اطلاع دینی چاہیئے۔

(۶) وُہ جائداد جس کا ذکر وصیت میں کیا جائے۔ اگر وصیت لکھنے کے بعد اُس میں کسی قسم کا تغیر تبدل واقعہ ہو جائے۔ تو اس کی بھی اطلاع دینی چاہیئے۔

(۷) ہر موصی کی نقل و حرکت کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ میں آنی چاہیئے۔

(۲)

مجلس کارپرداز نے دفتر بہشتی مقبرہ کے نام حکم جاری کیا ہے۔ کہ جو موصی حصہ آمد لگاتار تین ماہ نہ ادا کرے۔ اس کے متعلق دفتر محاسب سے رپورٹ حاصل کرنے کے بعد دفتر بہشتی مقبرہ اس کو یہ نوٹس جاری کرے۔ کہ کیوں آپ کی وصیت کے منسوخ کرنے کے متعلق انجمن معتمدین صدر انجمن احمدیہ میں رپورٹ نہ کی جائے۔ اور اگر اس نوٹس کا معقول میعاد تک جواب نہ آئے۔ یا جواب تو آئے۔ مگر تسلی بخش نہ ہو تو منسوخی وصیت کا معاملہ مجلس کارپرداز میں پیش ہو کر اس کی رائے کے ساتھ مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ میں پیش کیا جائے۔

یہ اعلان اس لئے اخبار میں جاری کرایا جا رہا ہے۔ کہ موصی احباب اور عہدیداران چندہ حصہ آمد کی اہمیت سے پوری طرح واقف ہو جائیں۔ اور ایسی باقاعدگی اختیار کریں۔ کہ دفتر بہشتی مقبرہ کو نوٹس جاری کرنے کا موقعہ ہی نہ دیں۔ اگر بعض احباب نے اس چندہ (حصہ آمد) کی ادائگی میں کچھ بے توجہی سے کام لیا۔ تو ان کی صورت دفتر بہشتی مقبرہ مجلس کارپرداز کے حکم کی تعمیل میں نوٹس منسوخی وصیت جاری کرنے پر مجبور ہوگا۔

سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۷ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ جولائی سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

آئندہ مردم شماری کے لئے ہندوؤں کی جدوجہد

مسلمان آنکھیں کھولیں

موجودہ زمانہ ہندوستان میں نہایت اہم اور نہایت نازک ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ میں ہمیشہ کے لئے اس امر کا فیصلہ ہونے والا ہے۔ کہ یہاں کونسی قوم حاکمانہ حیثیت اور معززانہ وقار کے ساتھ زندہ رہے گی۔ اور باقی اقوام کو کس کے رحم پر زندگی کے دن بسر کرنے پڑیں گے ؛

اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔ کہ یہ بات قانون قدرت میں داخل ہے۔ جس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی۔ کہ جو قوم بھی اپنے دنیوی تفوق اور برتری کے لئے جد وجہد کریگی۔ اس مقصد کے پیش نظر سرفروشانہ کوشش کرے گی۔ اور کسی بڑی سے بڑی قربانی سے دریغ نہ کرے گی۔ وہ ہی بالآخر کامیاب ہوکر رہے گی۔ اور جو قوم ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر محض امیدوں اور آرزوؤں پر جینے کی عادی ہوگی۔ وہ انجامکار ذلیل ورسوا ہوجائیگی کسی خاص عقیدہ پر ایمان رکھنا عمل اور کوشش کے بغیر کبھی بھی نجات اور کامیابی کا ضامن نہیں ہوسکتا ؛

ہندو قوم نے اس اصل کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ اور اس پر عمل پیرا ہے۔ ایک طرف اگر وہ سیاسی حقوق پر بلا شرکت غیرے قابض ہونے کے لئے خون پسینہ ایک کر رہی ہے۔ تو دوسری طرف اپنی نمایاں اکثریت میں اضافہ کرنے کے خیال سے کبھی ایک منٹ کے لئے بھی وہ غافل نہیں ہوئی ؛

لیکن جوں جوں مردم شماری کا وقت قریب آرہا ہے۔ آریہ سماج کے وہ سپاہی جو اس مورچہ پر متعین ہیں۔ غیر معمولی جوش اور سرگرمی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اور ان کے اس انہماک اور توجہ نے یہ بات پایۂ ثبوت تک پہونچا دی ہے۔ کہ ۲۶ فروری سنہ ۱۹۳۱ء تک جو مردم شماری کی آخری تاریخ ہے۔ تحریک شدھی خوب زوروں پر رہے گی۔ اور بھولے بھالے غیر ہندوؤں کو عموماً اور غریب اچھوتوں کو خصوصاً آریہ سماج میں داخل کرنے کا کام نہایت سرگرمی اور پورے اہتمام سے جاری رہے گا ؛

پچاس سال کے تجربہ نے آریہ سماج پر اس حقیقت کو روز روشن کی طرح آشکار کر دیا ہے۔ کہ اس کی قوتِ ہاضمہ نہایت ناقص ہے۔ اور کسی تو آریہ کو اپنے اندر جذب کرنے کی طاقت اس کے اندر اصلا نہیں خود آریہ گزٹ معترف ہے۔ کہ

"شدھی کے بعد آریہ سماج نے ان بھائیوں کو اپنانے کا کام شروع کیا۔ پنجاب میں آریہ سماج کا زیادہ زور تھا۔ اور یہاں ہی زیادہ یہ کام ہوا۔ . . . . (مگر) آج بھی اچھوتوں کا سوال ویسے کا ویسا ہی پڑا ہے۔ . . . . آریہ سماج نے ہزاروں بھائیوں کو شدھ کیا۔ اور آریہ سماجی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ بھی کرتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کی موڑھتا سے **وہ ہضم ہو کر ہندو جاتی کا انگ نہیں بن رہے ہیں**" (۱۳ جولائی)

لیکن اپنی اس کمزوری اور نقص پر پوری طرح مطلع ہونے کے باوجود ان کی سرگرمیوں میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔ اور وہ برابر اس کوشش میں مصروف ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہوسکے۔ کھینچ تان کر آئندہ مردم شماری میں اچھوتوں کو آریہ سماجی لکھوا دیا جائے چنانچہ آریہ گزٹ ۵ جولائی لکھتا ہے :-

"آریہ بھائیوں سے ہم بڑے زور سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس طرف وششیش دھیان دیں - اور جہاں آریہ سماج کی شرن میں آئے ہوئے کسی بھائی کو تپت نہ ہونے دیں۔ وہاں اچھوت ادھار اور شدھی کے کام میں پوری دلچسپی لے کر **مردم شماری** تک اس اتساہ سے کاریہ کریں۔ کہ آنے والی مردم شماری میں آریوں کی تعداد لاکھوں سے تجاوز کرکے کروڑوں تک پہونچ جائے"

پھر ۱۲ جولائی کے پرچہ میں لکھا ہے :-

"آریہ بھائیو! اچھوتوں کا سوال اس وقت جس مرحلہ پر پہونچ چکا ہے وہ تقاضا کرتا ہے۔ کہ آپ کم از کم اس سال کے آئندہ چھ ماہ صرف اس کام کے لئے وقف کر دیں"

ان حوالہ جات سے یہ امر بخوبی واضح ہوجاتا ہے۔ کہ اچھوتوں کو اپنے اندر جذب کرسکنے کی طاقت نہ رکھنے کے علم اور احساس کے باوجود آریہ سماج انہیں اپنے اندر شامل کرنے کے خیال سے باز نہیں آئی۔ اور ایسا کرنے سے اس کا منشاء اچھوتوں کی اخلاقی یا تمدنی اصلاح یا ان کا ذہنی ارتقاء نہیں۔ بلکہ اپنی تعداد میں اضافہ ہے۔

ہندو دھرم میں تبلیغ کا حکم نہیں۔ بلکہ کسی غیر ہندو کو اپنے اندر شامل کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اور ایسا کرنے والے کے لئے سنگین سزا رکھی گئی ہے۔ مگر موجودہ زمانہ کے ہندو ان احکامات کو پس پشت ڈالتے ہوئے اور علانیہ ان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اس کام میں گہری دلچسپی لے رہے ہیں۔ پھر انہیں قدم قدم پر مایوسی ہوتی ہے۔ اور ہر مقام پر ناکامی کا سامنا ہوتا ہے۔ لیکن ان کی کوششوں میں پھر بھی کوئی فرق نہیں آتا۔ اس کے علاوہ اس امر کو بھی یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہندوستان میں ان کی اس قدر اہم اکثریت ہے۔ کہ ان کی تعداد ملک کی تمام دیگر اقوام کی مجموعی تعداد سے بھی بہت زیادہ ہے۔ لیکن اس کثرت نے بھی ان کو اپنی تعداد بڑھانے کے خیال سے غافل نہیں کیا ؛

یہ وہ چند ایک باتیں ہیں جنہیں پیش کرکے ہم مسلمانوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا کبھی انہوں نے بھی اس نہایت اہم معاملہ پر غور کیا ہے اور کیا انہیں معلوم ہے۔ کہ وہ مذہباً تبلیغ کے لئے مکلف ہیں۔ جس کی طرف سے تغافل اور سستی پر ان سے شدید باز پرس اور مواخذہ ہوگا۔ اور کیا کبھی انہوں نے سوچا ہے۔ کہ ان کی تعداد ملک کے اندر اس قدر قلیل ہے۔ کہ بحالات موجودہ ان کی باعزت اور پُر وقار ہستی خطرہ کی حالت سے خالی نہیں۔ پھر کیا وجہ ہے۔ کہ وہ اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں کرتے ؛

خدا نے انہیں ایسا دلآویز اور دلنشین مذہب عطا فرمایا ہے۔ کہ ممکن نہیں وہ اسے کسی صاحب دماغ اور ہوشمند انسان کے پیش کریں۔ اور وہ اس کی معقولیت کا اعتراف نہ کرے۔ باوجودیکہ اس زمانہ میں مسلمان اس فریضہ کی ادائیگی میں خطرناک تغافل و تساہل سے کام لے رہے ہیں پھر بھی ہر مردم شماری کے موقعہ پر ان کی تعداد میں ایک معتدبہ اضافہ نظر آتا ہے۔ جو اسلام کی عالمگیری اور معقولیت کا ایک زبردست ثبوت ہے پھر یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ ایسے مذہب کی اشاعت کے لئے مسلمان کوشش کریں اور انہیں کامیابی نہ ہو ؛

ہندو مذہب کے اندر اچھوتوں کی مصائب کا کوئی علاج موجود نہیں اچھوتوں کو اس امر کا کافی سے زیادہ تجربہ ہوچکا ہے۔ اور آریہ سماج کو اس کا بخوبی احساس ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انہیں دلی اطمینان بخش سکتا ہے لیکن ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اسلام کا پیغام ان لوگوں تک پہونچایا جائے ؛

ہم نہایت زور سے مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرتے ہیں۔ کہ وہ ہندوؤں کے اس جوشِ عمل سے سبق حاصل کریں اور کم از کم مردم شماری تک پوری پوری کوشش اور دلی انہماک کے ساتھ اچھوتوں کو اپنے ساتھ ملانے کیلئے کام کریں۔ لیکن ان کی نیت ہندوؤں کی طرح اپنی تعداد میں اضافہ کرنے کی نہ ہو۔ بلکہ تبلیغِ اسلام اور پسماندہ انسانوں کا ارتقاء ہو۔ اس طرح وہ خدا تعالےٰ کے ہاں عظیم درجات کے مستحق بھی ہوسکینگے۔ اور دنیوی طور پر بھی یہ امر ان کے لئے بہت مفید اور برکات کا موجب ہوگا ؛

؛ ؛ ؛ ؛ ؛ ؛

ہندو دھرم کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں

زمانہ جوں جوں آفتاب علم کی ضیا پاشیوں سے مستنیر ہو رہا ہے۔ ہندو دھرم کے جس کی تمام بنیاد توہمات اور دور از عقل و فہم باتوں پر ہے۔ قدم اکھڑتے چلے جا رہے ہیں۔ اور صاف دکھائی دے رہا ہے۔ کہ تھوڑا ہی عرصہ بعد ہندوستان کی تعلیم اور تہذیب و تمدن کی عالی شان عمارت ہندو دھرم کے کھنڈرات پر تعمیر ہوگی بڑے بڑے کٹر اور متعصب ہندو بھی اس حقیقت کے اعتراف پر مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ ہندو دھرم کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی ہیں "دیوتا سروپ" بھائی پرمانند لکھتے ہیں:-

"ہندو جاتی کی جڑیں اور اس کی زمین مجھے بالکل کھوکھلی ہوتی ہوئی دکھائی دے رہی ہے . . . . . . ہندو دھرم اور تہذیب کی وہ زمین جس میں قوم کی جڑیں مضبوطی سے گڑی ہونی چاہئیں۔ ایسی نرم اور کمزور ہو رہی ہے۔ کہ اس میں جڑوں کو پکڑنے کی طاقت چلی جاتی دکھائی دیتی ہے۔ ایسی کھوکھلی بنیادوں اور جڑوں والی قوم کو سوراجیہ یا آزادی نہیں مل سکتی۔ اور ملی ہوئی بھی ان کے پاس نہیں رہ سکتی" (آریہ گزٹ ۵- جولائی)

"دیوتا سروپ" بجا ارشاد فرماتے ہیں۔ آفتاب عالمتاب جب نصف النہار پر پہونچ جائے۔ تو تنگ و تاریک کونوں اور گوشوں میں رہنے والے خفاش قلب زندان ظلمت میں بھی ایک ہل چل اور انتشار پیدا ہو جاتا ہے۔ اور یہی حالت ہندو دھرم کی ہے۔

کون سچا ہے؟ "پرکاش" یا سوامی دیانند

کچھ عرصہ ہوا۔ اخبارات میں ایک چار سالہ لڑکی کے متعلق شائع ہوا تھا۔ کہ اسے قرآن کریم حفظ ہے بعض مسلمان اخبارات نے اسے قرآن کریم کا ایک معجزہ قرار دیا۔ لیکن "پرکاش" ۶- جولائی لکھتا ہے "چار سالہ لڑکی کا حافظ قرآن ہونا اعجاز تو ہے لیکن یہ قرآن نہیں۔ تناسخ کا اعجاز ہے۔ چار سالہ بچی کا حافظ قرآن ہونا اس کے پچھلے جنم کے سنسکاروں کی وجہ سے ہے۔ اور اس لئے اگر اسے معجزہ ہی قرار دینا ہے۔ تو تناسخ کا قرار دو"

ہم تو اس بحث میں پڑنا ہی فضول سمجھتے ہیں۔ کہ یہ قرآن کریم کا معجزہ ہے یا تناسخ کا۔ لیکن چونکہ "پرکاش" اسے تناسخ کا معجزہ ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اس لئے اتنا عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ کہ اگر "پرکاش" کے اس دعوے کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو اس کے گرو سوامی دیانند کی تکذیب ضرور لازم آئے گی سوامی جی خود ہی یہ سوال پیدا کر کے کہ اگر جنم بہت ہیں۔ تو پہلے جنم کی باتیں کیوں یاد نہیں" اس طرح جواب دیتے ہیں۔ کہ

"جیو تھوڑے علم والا ہے۔ تینوں زمانوں کی باتیں نہیں جانتا۔ اس لئے یاد نہیں رہتا۔ اور جس من کے ذریعہ علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک وقت میں دو علم حاصل نہیں کر سکتا۔ بھلا پہلے جنم کی بات تو دور رہنے دیجئے۔ اس جسم میں جب جیو حمل میں تھا۔ جہاں جسم تیار ہوا۔ اور پھر پیدا ہوا۔ نیز پانچ سال کی عمر سے پہلے جو جو باتیں ہوئی ہیں۔ ان کو کیوں یاد نہیں کر سکتا۔ ایسے ہی بیداری یا خواب میں بہت سا کاروبار ظاہر طور پر کر کے سشپتی یعنی گہری نیند کی حالت میں اس بیداری وغیرہ کے کاروبار کو یاد کیوں نہیں کر سکتا" (ستیارتھ پرکاش باب نواں سوال ۳۰ (؟) ۱۳)

دیکھئے کیسی وضاحت سے سوامی جی نے ثابت کیا ہے۔ کہ "پہلے جنم کو دور رہنے دیجئے" اس جنم کی تمام باتیں بھی یاد رکھنا ناممکنات سے ہے۔ پس پرکاش فیصلہ کرے۔ کہ اسے تناسخ کا معجزہ تسلیم کر کے ہم اس کے بیان کو درست قرار دیں۔ یا اس کے گرو سوامی دیانند کے بیان کو صحیح سمجھیں۔

ہندوستانی اخبارات کے لئے خطرہ

چند روز ہوئے۔ ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانہ جات نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کے سامنے اپنے محکمہ کی مالیات میں خسارے کی تلافی کے لئے بعض تجاویز پیش کیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی۔ کہ پریس ٹیلیگرام کی شرح میں اضافہ کر دیا جائے۔ اور اخباروں کے محصول کی شرح بڑھا دی جائے۔ نیز پارسلوں کا محصول بھی زیادہ کر دیا جائے۔

ہندوستانی پریس کی مالی حالت جو کچھ ہے۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ اخبارات کے منتظمین بے حد کفایت شعاری سے کام لے کر اور صدہا مصائب و مشکلات کا مقابلہ کر کے ملک کے اندر ذوق اخبار بینی پیدا کر رہے ہیں۔ لیکن اگر ڈائرکٹر جنرل ڈاک خانجات کی یہ تجویز بروئے کار آ گئی۔ تو ان مشکلات میں اس قدر اضافہ ہو جائے گا۔ کہ کئی ایک اخبارات کی زندگی معرض خطر میں پڑ جائے گی۔ اخبارات کے محصول میں اضافہ کے باعث قیمتوں میں اضافہ کرنا پڑے گا۔ جس کی وجہ سے خریداری کم ہو جائے گی اور نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بہت سے اخبارات مجبوراً بند ہو جائیں گے۔

چونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر ہندوستانی پریس کی زندگی کا انحصار ہے۔ اس لئے تمام جرائد کا فرض ہے۔ کہ متحدہ طور پر اس تجویز کے خلاف پُر زور صدائے احتجاج بلند کریں

صدر اسمبلی کا انتخاب

۹- جولائی سنہ ۱۹۳۰ء کو لیجسلیٹو اسمبلی کے صدر کا انتخاب ہو گیا۔ اور مسٹر پٹیل کے مستعفی ہو جانے سے جو جگہ خالی ہوئی تھی۔ اس پر مولوی محمد یعقوب صاحب ڈپٹی پریزیڈنٹ فائز ہو گئے۔ آپ کو ۷۸- ووٹ ملے۔ اور آپ کے مدمقابل ڈاکٹر نند لال صاحب کو صرف ۲۲- مل سکے۔ آپ کے حق میں آرا کی اس قدر کثرت آپ کی ہر دلعزیزی کا ایک بیّن ثبوت ہے۔ اس کے علاوہ سرکاری ممبروں کی طرف سے بھی آپ کو ووٹ دئے گئے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نہ صرف پبلک میں ہی احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ بلکہ حکومت کو بھی آپ کی قابلیت و اہلیت پر کلی اعتماد ہے۔

مولوی صاحب موصوف ایک شریف الطبع اور اپنے پہلو میں درد مند دل رکھنے والے انسان ہیں اس لئے ہم اس عزت افزائی پر آپ کو دلی مسرت کے ساتھ ہدیۂ تہنیت پیش کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالٰے آپ کو ملک و ملت کی بہترین خدمات کی توفیق دے۔

اسلام کے دوست نما دشمن

کچھ عرصہ ہوا۔ ناسک علاقہ بمبئی کے دس لاکھ اچھوتوں کے اسلام لانے پر آمادگی کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں ان کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا۔ اب معاصر سیاست (۹- جولائی) نے اس راز کو منکشف کیا ہے۔ کہ یہ لوگ مسلمان ہوتے ہوتے کیوں رہ گئے۔ ان لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکنے کیلئے اگرچہ ہندو بھی اپنی تمام قوت اور اثر و رسوخ کو کام میں لا رہے تھے۔ لیکن پھر بھی یہ لوگ اسلام کے زیادہ قریب تھے انہیں داخل اسلام کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو جو قریب ہی بود و باش رکھتے تھے۔ دعوت دی گئی۔ لیکن وہ ہندوؤں کے ڈر کے مارے نہ آئے۔ لیکن ایک اور مولوی صاحب جو جرأت اور بسالت میں اپنی نظیر نہ رکھتے تھے۔ معاً وہاں پہونچے۔ اور چھ اچھوتوں کو داخل اسلام کر کے فوراً ہی ان عمر رسیدہ نو مسلموں کو مختون بھی کر کے رکھ دیا۔ اس سے ان بے چاروں کو جو تکلیف ہوئی ہوگی۔ وہ محتاج تشریح نہیں۔ اب یہ اچھوت روحانیت اور تقدس کے اس بلند مقام پر تو پہونچے ہوئے نہیں تھے۔ جو انہیں مسلمان کرنے والے بزرگ کو حاصل تھا۔ اس لئے اس شدت اور تکلیف کی تاب لانے کی اپنے اندر طاقت نہ رکھتے ہوئے انہوں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔

جب تک مسلمانوں کی بدقسمتی سے ان کے اندر ایسے ایسے بزرگ موجود ہیں۔ اسوقت تک کسی بیرونی دشمن کو کیا ضرورت ہے۔ کہ اسلام کو ضعف اور نقصان پہونچانے کے لئے سرگرم عمل ہو۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ

مسیح موعودؑ کی طرف آپ کی تعلیم کے خلاف کوئی بات منسوب نہ کی جائے

فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالٰے

بمقام شملہ مورخہ ۴ جولائی ۱۹۳۰ء

(نوشتہ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب فاضل)

تشہد۔ تعوذ۔ اور تلاوت سورۂ فاتحہ کے بعد فرمایا۔
دنیا میں

مختلف قسم کے اختلافات

پائے جاتے ہیں۔ اور مختلف قسم کے خیالات جن پر لوگ قائم رہتے یا قائم ہوتے ہیں۔ جس کا باعث جہاں جہالت یا ضد یا اسی قسم کی اور باتیں ہوتی ہیں۔ وہاں

ایک بڑی وجہ

اس کی یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ بہت سے کلام ذوالمعانی ہوتے ہیں۔ جن کے معنے ہر شخص اپنے رنگ اور اپنے خیالات کے مطابق کرتا ہے۔ اور اس طرح اختلاف پیدا ہوتا چلا جاتا ہے۔ بسا اوقات ایک شخص دیانتداری سے ایک معنے کرتا ہے۔ اور اس میں تعصب سے کام نہیں لیتا۔ لیکن باوجود اس کے کہ وہ دیانتداری سے معنے کرتا ہے۔ چونکہ وہ اپنے دلی میلان اور اپنے خیالات کی وجہ سے ان معنوں کو اختیار کرتا ہے۔ اس وجہ سے وہ معنے قابل قبول نہیں ہوتے۔ قرآن کریم کے پڑھنے والے بہت سے ایسے ہندو عیسائی اور زرتشتی پائے جاتے ہیں۔ جن کے دلوں میں تعصب نہیں ہوتا۔ اور وہ اس کے پڑھتے وقت یہ خیال رکھتے ہیں۔ کہ ان پر ان کے خیالات کا اثر نہ پڑے۔ لیکن پھر بھی وہ بعض جگہ غلط معنے کر جاتے ہیں۔ کیونکہ ان پر ان کے اپنے خیالات کا اثر غالب ہوتا ہے۔ اس کی ایک مثال

سیل کا انگریزی ترجمہ قرآن کریم

ہے۔ جو اس نے میرے خیال میں بغیر تعصب کے لکھا ہے۔ لیکن اس نے کئی باتیں اپنے عیسائی نقطۂ نگاہ کے مطابق صحیح سمجھکر لکھدی ہیں۔ جو درحقیقت غلط ہیں۔ اسی طرح اس نے یونہی بعض اعتراضات کر دیئے ہیں۔ حالانکہ اعتراضات کی گنجائش نہیں تھی۔ غرض انسان اپنے ذاتی خیالات کے ماتحت معنے کر کے دھوکہ کھاتا ہے۔ قرآن کریم میں جو اللہ تعالےٰ نے

متشابہات کا ذکر

فرمایا ہے۔ اس کے کئی معانی ہیں۔ جن میں سے ایک ذو معانی کلام کے ہیں۔ ایسے کلام کے معنے کرتے وقت جس کے دل میں گند ہوتا ہے۔ وہ بُرے معنے لیتا ہے۔ اور جس کے دل میں نیکی ہوتی ہے۔ وہ اچھے معنے لیتا ہے۔

ہمارے سلسلہ میں

بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتابوں کے بعض مقامات کے معنے بعض لوگ ایسے کرتے ہیں۔ جو غلط اور سلسلہ کو بدنام کرنے والے ہوتے ہیں۔ اسی طرح بعض باتیں روایات کی صورت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی جاتی ہیں۔ جو تحقیق کے بغیر قابل تسلیم نہیں ہوتیں۔

ایسے معنوں یا ایسی باتوں کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا سخت غلطی ہے۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اگر تمہیں کوئی ایسی بات پہنچے۔ جسے میری طرف منسوب کیا گیا ہو۔ اور وہ میری تعلیمات کی رُو سے تمہیں نادرست نظر آئے۔ تو تم اسے میری طرف سے نہ سمجھو۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کی جانے والی باتوں کو بھی اسی اصل کے ماتحت دیکھنا چاہیئے۔ اور ان کے جو معنے آپ کی تعلیم کے خلاف ہوں۔ انہیں درست نہیں سمجھنا چاہیئے۔ ہاں جہاں تک ممکن ہو۔ ان کی کوئی ایسی تاویل کرنی چاہیئے جو آپ کی تعلیم کے مطابق ہو۔ اور جس سے وہ بات آپ کی تعلیم کے مخالف نہ رہے۔ اور اگر کوئی ایسی تاویل نہ ہو سکے تو ایسے معنوں کو اور ایسی روایت کو آپ کی طرف منسوب نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اسے ردّ کر دینا چاہیئے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ احادیث کے طرز پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرۃ کے متعلق آپ کے صحابہ کی

روایات کی ایک کتاب

چھپی تھی۔ جس میں ایک روایت یہ لکھی تھی۔ کہ آپ نے ایک دفعہ چنے کے دانوں پر کچھ پڑھ کر اور پھونک کر انہیں کنوئیں میں پھینکنے کا ارشاد فرمایا۔ اس کے متعلق مجھے بعض لوگوں کی طرف سے اعتراضات پہنچے۔ مَیں نے اسی وقت کہا۔ کہ اس میں راوی کو یقیناً غلطی لگی ہے۔ چنانچہ جب تحقیق کی گئی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ جماعت کے کسی آدمی نے اس قسم کی خواب دیکھی تھی۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا۔ کہ اسے پورا کر دیا جائے۔

اسی طرح ایک دفعہ میں نے ایک تقریر میں بیان کیا کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ سچے کلام اور سچی تعلیم کے نتیجہ میں حرکت (جسے لوگ حالت یا حال کہتے ہیں) پیدا نہیں ہوتی۔ بلکہ پہلے

خشیت کی حالت

اور پھر اطمینان پیدا ہوتا ہے۔ اس پر ایک دوست نے کہا۔ کہ ایک دفعہ رات کے وقت مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرش پر جوش سے لوٹتے ہوئے دیکھا تھا۔ مَیں نے اس دوست سے پوچھا۔ کہ کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کیا تھا۔ کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ یا آپ نے خود ہی ایسا خیال کر لیا۔ انہوں نے کہا۔ مَیں نے حضور سے دریافت تو نہیں کیا تھا۔ بلکہ خود ہی قیاس کر لیا تھا۔ اس دوست نے حضور کو اس حالت میں دیکھ کر خیال کر لیا۔ کہ یہ حرکت فلاں وجہ سے ہے۔

حالانکہ ممکن ہے۔ کہ اس وقت حضورؑ کو پیٹ میں درد ہو۔ یا اسی قسم کی کوئی اور وجہ پیدا ہوئی ہو۔ غرض جب ایک شخص پر ایک خیال غالب ہوتا ہے۔ تو وہ اس سے متاثر ہو کر خود ہی اپنے مذاق کے مطابق ایک معنے کر لیتا ہے مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتاب چشمہ معرفت میں آریوں کے اس اعتراض پر کہ قرآن کریم کہتا ہے کہ (حضرت) عیسےٰ (علیہ السلام) زندہ آسمان پر اُٹھائے گئے۔ اور یہ بات قانون قدرت کے خلاف ہے۔ جواباً فرمایا۔ کہ اس میں کیا حرج ہے۔ کیا خدا تعالےٰ کو اس بات کی قدرت نہیں کہ وہ ایک شخص

زندہ آسمان پر

اُٹھالے۔ حالانکہ آپ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر اور ان کے آسمان پر زندہ اُٹھائے جانے کے خلاف بہت زور دیا ہے۔ اور فرمایا ہے۔ کہ مسلمانوں کی تباہی کا ایک بہت بڑا موجب یہی عقیدہ ہوا ہے۔ اور اسی وجہ سے مسلمانوں کی قوت عمل ماری گئی۔ اور ان میں عیسائیت کے ساتھ مخالفت اور اس سے وہ منافرت نہ رہی جو ہونی چاہیئے تھی۔ آپ کا آریوں کے جواب میں ایسا لکھنے کے معنے انہیں شرمندہ کرنا تھا۔ کہ آریہ مذہب تو خدا تعالےٰ کی قدرت کا قائل نہیں۔ مگر ہم ایسا کسی سائنس کی بناء پر نہیں کہتے۔ بلکہ ہم قرآن کی بعض دوسری آیات کی رُو سے کہتے ہیں۔ کہ یہ خیال غلط ہے۔ اگر ہم اس میں خدا تعالےٰ کی صفات کی کسر شان اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک نہ دیکھتے۔ اور یہ بات قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف نہ ہوتی۔ تو ہمیں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننے میں کچھ تامل نہ ہوتا۔

پچھلے دنوں ایک خطبہ میں میں نے بتایا تھا کہ ایک شخص نے اپنے درس میں ورفعنا فوقکم الطور کے یہ معنے کئے ہیں۔ کہ ہم نے طُور کو اُٹھا کر تمہارے سر پر رکھ دیا۔ یہ معنے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف ہیں۔

درس دینے والے صاحب

نے معلوم ہوتا ہے۔ قرآن کریم پر غور نہیں کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے براہین احمدیہ حصہ پنجم میں کھول کر بیان فرمایا ہے۔ کہ معجزات میں خفاء اور پوشیدگی کے پہلو کا پایا جانا ضروری ہوتا ہے۔ اور ان میں معترضین کے لئے شبہات پیدا کرنے کی بظاہر گنجائش ہوتی ہے، ہمیشہ خدا تعالےٰ کی طرف سے معجزات کا ظہور ایسے طور پر ہوتا ہے۔ کہ شک کرنے والوں کے لئے یہ بات کہنے کی ایک طرح سے گنجائش رہتی ہے۔ کہ یہ اتفاقی امور میں سے ہے۔ جو دنیا میں عام طور پر پائے جاتے ہیں۔ مثلاً حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی سچائی کا ایک یہ نشان بتایا تھا۔ کہ میرے گھر میں طاعون نہیں آئیگی۔ سو باوجود اس کے کہ یہ ایک عظیم الشان نشان ہے۔ ایک ضدی معترض کہہ سکتا ہے۔ کہ یہ اتفاقی بات ہے۔ مگر طُور کے اس طور پر اُٹھائے جانے کو کوئی ضدی سے ضدی آدمی بھی اتفاقی نہیں کہہ سکتا۔ یہی حال مُردوں کو زندہ کرکے دنیا میں واپس لانے کا ہے۔ ایسے معجزات کبھی نہیں دکھلائے جاتے۔ بعض لوگ جو اس قسم کے خیالات میں مبتلاء ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب میں سے بعض عبارتیں اپنے خیال کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان میں قدرت ہی کا ذکر ہے۔ نہ یہ کہ یہ بات خدا تعالےٰ کی سنت اور اس کے فرمودہ کے مطابق بھی ہے۔

خدا تعالےٰ کی قدرت

میں تو یہ بھی داخل ہے۔ کہ تمام دنیا کو انسان کے سر پر لا کر رکھ دے۔ مگر یہ بات کہ فلاں بات خدا تعالےٰ کی قدرت میں داخل ہے۔ اور یہ بات کہ خدا تعالےٰ اس قدرت کا اظہار بھی کرتا ہے۔ ایک نہیں۔ بلکہ ان میں بہت بڑا فرق ہے۔ خدا تعالیٰ چاہے۔ تو وہ مُردوں کو زندہ کرکے اسی دنیا میں واپس لا سکتا ہے۔ مگر وہ ایسا کرتا نہیں۔ پس محض یہ کہنا کہ چونکہ فلاں بات خدا تعالےٰ کی قدرت میں ہے۔ اس لئے وہ ایسا کرتا بھی ہے۔ یہ غلط خیال ہے۔ اس قسم کے معجزات کے قصوں کو درست قرار دینا

سلسلہ کی تعلیم کے مخالف

اور اس کی بیخکنی کا مرادف ہے۔ کیونکہ بعض لوگ ان جھوٹے قصوں کی بناء پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کو جھٹلا دینگے۔ کیونکہ انہیں یہ باتیں آپ کے نشانات میں نظر نہیں آئیں گی۔ اور بعض لوگ مبالغہ آمیز روایات گھڑنے لگیں گے۔ اس قسم کی باتیں بظاہر معمولی اور جزوی معلوم ہوتی ہیں۔ مگر نتائج کے لحاظ سے نہایت خطرناک اور اصول پر تبر چلانے والی ہوتی ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ایک شریر انسان لوگوں کو دھوکہ دے سکتا ہے۔ پس جو بات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف ایسی منسوب کی جائے۔ جو حضورؑ کی تعلیم کے خلاف ہو۔ اور اس کی کوئی تاویل نہ ہو سکے۔ تو اسے رد کر دینا چاہیئے۔ یہ کس قدر

افسوس کی بات

ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ تو بندہ کی بات کے احسن پہلو کو لے کر اس کے مطابق اس سے معاملہ کرے۔ مگر انسان اس کے کلام کے ایسے معنے کرے۔ جو اس کے محکم کلام اور اس کی صفات کے خلاف ہوں۔ پس اللہ تعالےٰ اور اس کے انبیاءؑ کے کلام کے ایسے معنے کرنا چاہیئے۔ جو اللہ تعالےٰ کی شان اور اس کے کلام کے منافی نہ ہوں۔

حقیقی ایمان کا تقاضا

یہی ہے۔ کہ جب کوئی ایسی بات پہنچے۔ جو قرآن کریم۔ یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے خلاف نظر آئے۔ اس کی حتی الوسع کوئی

احسن تاویل

کی جائے۔ اور اگر کوئی ایسی تاویل نہ ہو سکے۔ تو اسے درست نہ سمجھا جائے۔ اور اگر ان کے کلام کے کوئی ایسے معنے ہوتے ہوں۔ جو دوسری تعلیم کے خلاف ہوں۔ تو انکو رد کرکے ایسے معنے کئے جائیں۔ کہ وہ دوسرے اصول کے مطابق ہوں۔ اور اگر ایسے معنے نہ ہو سکیں۔ تو انسان اپنی کمزوری کا اقرار کرے۔ مگر خلاف عقل و سنت اللہ معنے نہ کرے۔ تمام انسان غلطی کر سکتے ہیں۔ لیکن ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اپنی

غلطی کا اقرار

اور اعتراف کریں۔ اور کوئی ایسا طریق اختیار نہ کریں جو ادب کے خلاف ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ محبت کے تعلق کو بڑھانے کی بجائے اس سے دوری پیدا کرنے والا ہو۔ کیونکہ اس کا بد نتیجہ انہیں کو بھگتنا پڑے گا۔ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَھْلِہٖ۔

حقیقی مومن کی تعریف

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

بلاؤں کے دن نزدیک آ رہے ہیں۔ اور ایک سخت زلزلہ جو زمین کو تہ و بالا کر دیگا۔ قریب ہے۔ پس وہ جو معائنہ عذاب سے پہلے اپنا تارک الدنیا ہونا ثابت کر دیگا۔ اور نیز یہ بھی ثابت کر دینگے۔ کہ کس طرح انہوں نے میرے حکم کی تعمیل کی۔ خدا کے نزدیک حقیقی مومن وہی ہیں۔ اور انکے دفتر میں سابقین اولین لکھے جائینگے۔ اور میں سچ سچ کہتا ہوں۔ کہ وہ زمانہ قریب ہے۔ کہ ایک منافق جس نے دنیا سے محبت کرکے اس حکم کو ٹال دیا ہے وہ عذاب کے وقت آہ مار کر کہیگا۔ کہ کاش میں تمام جائداد منقولہ اور غیر منقولہ خدا کی راہ میں دیدیتا۔ اور اس عذاب سے بچ جاتا۔ یاد رکھو۔ کہ اس عذاب کے معائنہ کے بعد ایمان بے سُود ہوگا۔ اور صدقہ وخیرات محض عبث۔ دیکھو میں بہت قریب عذاب کی تمہیں اطلاع دیتا ہوں۔ اپنے لئے وہ زاد جلد تر جمع کرو۔ کہ کام آئے۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ تم سے کوئی مال لوں۔ اور اپنے قبضہ میں کر لوں۔ بلکہ تم اشاعت دین کے لئے ایک انجمن کے حوالہ اپنا مال کروگے۔ اور بہشتی زندگی پاؤگے۔ بہتیرے ایسے ہیں۔ کہ وہ دنیا سے محبت کرکے میرے حکم کو ٹال دیںگے۔ مگر بہت جلد دنیا سے جدا کئے جائیں گے۔ تب آخری وقت میں کہیں گے۔ ھٰذا ما وعد الرحمٰن وصدق المرسلون۔ (رسالہ الوصیت صفحہ ۲۹) (محمد سرور شاہ سکرٹری مقبرہ بہشتی)

نبوّتِ مسیح موعود علیہ السّلام اور غیر مُبایعین

حضرت مسیح موعودؑ کا درجہ

ڈاکٹر بشارت احمد صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت مسیح موعودؑ بھی اس اُمّت کے اولیاء ابدال واقطاب میں سے ایک ہیں۔ اور غیر نبی ہیں۔"

حالانکہ یہ سراسر غلط اور حضرت اقدس کی تحریرات کے بالکل خلاف عقیدہ ہے۔ حضور نے اپنی متعدد تحریرات میں اس عقیدہ کی دھجیاں اُڑاتے ہوئے فرمایا ہے۔

اِس اُمّت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی برکت سے ہزارہا اولیاء ہوئے ہیں۔ اور ایک وہ بھی ہوا جو اُمّتی بھی ہے اور نبی بھی۔" (حقیقۃ الوحی حاشیہ ص ۲۸)

"خود حدیثیں پڑھتے ہیں۔ جن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت میں اسرائیلی نبیوں کے مشابہ لوگ پیدا ہونگے۔ اور ایک ایسا ہوگا۔ کہ ایک پہلو سے نبی ہوگا۔ اور ایک پہلو سے اُمّتی۔ وُہی مسیح موعود کہلائے گا۔" (حاشیہ حقیقۃ الوحی ص ۱۱)

"جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء اور ابدال اور اقطاب اِس امت میں سے گذر چکے ہیں۔ اُن کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱)

"حکمتِ الٰہی نے یہ تقاضا کیا۔ کہ پہلے بہت سے خلفاء کو برعایت ختمِ نبوّت بھیجا جائے۔ اور اُن کا نام نبی نہ رکھا جائے۔ اور یہ مرتبہ اُن کو نہ دیا جائے۔ تا ختمِ نبوّت پر یہ نشان ہو۔ پھر آخری خلیفہ یعنی مسیح موعودؑ کو نبی کے نام سے پکارا جائے۔ تا خلافت کے امر میں دونوں سلسلوں کی مشابہت ثابت ہو۔" (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۳)

مَیں نہیں سمجھ سکتا۔ وہ غیر مبایعین جو اپنے آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ اِن واضح اور بیّن تحریرات کے باوجود بھی حضور کو اولیاء واقطاب کے زمرہ میں شمار کرتے ہوئے اپنے دلوں میں کیوں شرم محسوس نہیں کرتے۔ ہمارا ہادی اور راہنما لکھتا ہے "مَیں نبی کا نام پانے کے لئے مَیں ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔" مگر غیر مبایعین کہتے ہیں "آپ بھی زمرۂ اولیاء واقطاب میں سے ایک تھے۔" (ونعوذ باللہ من ذالک)

اگر غور کیا جائے۔ اور حضرت اقدس کی تحریرات کا بنظرِ امعان مطالعہ کیا جائے۔ تو ہر دانشمند انسان اِس حقیقت پر ایمان لائیگا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد مرتبہ اپنے آپ کو انبیاء ورسل کے گروہ میں شامل فرمایا ہے۔ نہ کہ اولیاء واقطاب کے زمرہ میں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"خدا تعالےٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو۔ اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں۔ کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرتے وقت یہ بھی نہیں سوچتے۔ کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔ وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ دہریہ ہو کر نہ مریں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۴۰)

دیکھئے اس حوالہ میں کس صراحت کے ساتھ حضورؑ اپنے آپ کو زمرۂ انبیاء میں شامل قرار دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ "کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں۔ کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو"۔ نیز فرمایا "یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے۔"

اسی طرح دوسری جگہ فرمایا۔

"سخت عذاب بغیر نبی قائم ہونے کے آتا ہی نہیں۔ جیسا کہ قرآن شریف میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وما کنا معذبین حتّٰی نبعث رسولاً۔ پھر یہ کیا بات ہے۔ کہ ایک طرف تو طاعون ملک کو کھا رہی ہے۔ اور دوسری طرف ہیبت ناک زلزلے پیچھا نہیں چھوڑتے۔ اے غافلو تلاش تو کرو۔ شاید تم میں خدا کی طرف سے کوئی نبی قائم ہو گیا ہو۔ جس کی تم تکذیب کر رہے ہو۔" (تجلّیاتِ الٰہیہ)

اِس حوالہ میں بھی ایک قاعدہ کلیّہ کے ماتحت اپنے آپ کو حضور خدا کا نبی اور رسول قرار دیتے ہیں۔ اور وہ قرآنی آیت جو صرف خدا کے رسولوں کے لئے ہے۔ اپنے اوپر چسپاں کرتے اور اس سے استدلال فرماتے ہیں۔

اِسی طرح فرمایا۔

"مَیں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں۔ جنہیں تم لوگ سچا مانتے ہو۔" (بدر ۹ اپریل ۱۹۰۸ء)

"مَیں جانتا ہوں۔ کہ خدا ضرور میری تائید کریگا۔ جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے رسولوں کی تائید کرتا رہا ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

"کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی۔ یعنے خدا نے ابتداء سے لکھ چھوڑا ہے۔ اور اپنا قانون اور اپنی سنت قرار دے دیا ہے۔ کہ وہ اور اس کے رسول ہمیشہ غالب رہیں گے۔ پس چونکہ مَیں اُس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ جیسا کہ قدیم سے یعنی آدمؑ کے زمانہ سے لیکر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ہمیشہ مفہوم اس آیت کا سچا نکلتا آیا ہے۔ ایسا ہی اب بھی میرے حق میں سچا نکلیگا۔" (نزول المسیح ص ۲)

"اگر مجھ سے ٹھٹھا کیا گیا۔ تو یہ نئی بات نہیں۔ دنیا میں کوئی رسول نہیں آیا۔ جس سے ٹھٹھا نہیں کیا گیا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ یا حسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسولٍ الا کانوا بہ یستھزؤن۔" (چشمہ معرفت ص ۳۱۹)

"اگر میری نسبت تمہیں کچھ شک ہے۔ تو مجھے جس طرح چاہو آزما لو۔ اور خدا کے اس قانون کو جو رسولوں کے حق میں جاری ہے۔ مت بھلاؤ۔" (خطبہ الہامیہ ص ۱۲۸)

"بعض نادان کہتے ہیں۔ کہ فلاں فلاں پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ جیسا کہ شریر آدمی پہلے نبیوں کے وقت میں ایسا ہی کرتے آئے ہیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۷۶)

"مَیں محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہُنر سے اُس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی تھی۔" (حقیقۃ الوحی ص ۶۲)

پس کس قدر تعجب اور افسوس کا مقام ہے۔ کہ خدا کا وہ برگزیدہ انسان جو دنیا کی ہدایت کے لئے ہم میں مبعوث ہؤا۔ ہم اس پر ایمان لائے۔ اور مانا۔ وہ تو یہ کہے۔ "مَیں زمرۂ انبیاء میں شامل ہوں۔" مگر ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور ان کے رفقاء اپنی بے تکی ہانکے جائیں۔ اور یہی رٹ لگاتے رہیں۔ کہ "آپ زمرۂ اولیاء واقطاب وابدال میں سے ایک تھے۔"

عزّت کا خطاب

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں "اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ پر یہ وحی نازل کی۔ کہ لک خطاب العزۃ۔ نبی کا نام محض ایک خطابِ عزّت ہے۔ پھر کس قدر ظلم ہے ان لوگوں کا جو بار بار حقیقۃ الوحی ص ۳۹۱ کو بلا سوچے سمجھے کھول بیٹھتے ہیں۔ اور نبی کا نام پانے کو پیش کر دیتے ہیں۔"

بے شک نبی کا نام ایک عزّت کا خطاب ہے۔ لیکن اگر اس خطاب سے صرف یہ مراد ہے۔ کہ خالی آپ کو نام دیا گیا۔ جس میں کوئی حقیقت نہیں۔ تو معلوم ہونا چاہیئے۔ یہ خدائے قدوس کی شان پر سخت عیب لگانے والی بات ہوگی۔ کہ وہ ایک کو نبی کہے۔ حالانکہ وہ نبی نہ ہو۔ خطاب دے حالانکہ وہ

اس کا مستحق نہ ہو۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں:۔

"اگرچہ انسانوں کے لئے بادشاہوں اور سلاطین وقت سے بھی خطاب ملتے ہیں۔ مگر وہ صرف ایک لفظی خطاب ہوتے ہیں۔ جو بادشاہوں کی مہربانی اور کرم اور شفقت کی وجہ سے یا اور اسباب سے کسی کو حاصل ہوتے ہیں۔ اور بادشاہ اس کے ذمہ وار نہیں ہوتے۔ کہ جو خطاب انہوں نے دیا ہے۔ اس کے مفہوم کے موافق وہ شخص اپنے تئیں ہمیشہ رکھے۔ جس کو ایسا خطاب دیا گیا ہے۔ مثلاً کسی بادشاہ نے کسی کو شیر بہادر کا خطاب دیا۔ تو وہ بادشاہ اس بات کا متکفل نہیں ہو سکتا۔ کہ ایسا شخص ہمیشہ اپنی بہادری دکھلاتا رہے گا۔ بلکہ ممکن ہے۔ کہ ایسا شخص ضعفِ قلب کی وجہ سے ایک چوہے کی تیز رفتاری سے بھی کانپ اُٹھتا ہو۔ چہ جائیکہ وہ کسی میدان میں شیر کی طرح بہادری دکھلائے۔ لیکن وہ شخص جس کو خدا تعالےٰ سے شیر بہادر کا خطاب ملے۔ اس کے لئے ضروری ہے۔ کہ وہ درحقیقت بہادر ہی ہو۔ کیونکہ خدا انسان نہیں ہے۔ کہ جھوٹ بولے یا دھوکا کھائے۔ یا کسی پولیٹیکل مصلحت سے ایسا خطاب دے دے۔ جس کی نسبت وہ اپنے دل میں جانتا ہے۔ کہ دراصل وہ شخص اس خطاب کے لائق نہیں ہے۔" (تریاق القلوب ص۱۴۴)

پس بے شک یہ ایک خطاب ہے۔ لیکن چونکہ خدا ایسا نہیں۔ کہ وہ جھوٹ بولے۔ اور انسان کو ایک ایسا خطاب دیدے جس کا وہ مستحق نہیں۔ اِس لئے فی الواقع آپ خدا کے نبی اور رسول ہیں۔

علاوہ ازیں اگر خطاب محض ایک لفظی بات ہے۔ جس کے اندر کوئی حقیقت نہیں۔ تو کیا غیر مبائعین حضرت اقدس کی مسیحیت و مہدویت سے بھی ہاتھ دھو بیٹھینگے۔ کیونکہ حضور ؑ نے فرمایا ہے "جب سے خدا نے مجھے مسیح موعود اور مہدیٔ معہود کا خطاب دیا ہے۔ میری نسبت جوش اور غضب ان لوگوں کا جو اپنے تئیں مسلمان قرار دیتے ہیں۔ اور مجھے کافر کہتے ہیں۔ انتہا تک پہنچ گیا ہے۔"
(چشمۂ معرفت ٹائیٹل صفحہ ۱)

پس اگر بقول غیر مبائعین خطاب محض بے حقیقت چیز ہے۔ تو انہیں مسیح پاک کی مسیحیت و مہدویت سے بھی انکار کرنا پڑیگا مگر کیا وہ اس کے لئے طیار ہیں؟

پھر یہ بھی تو سمجھو۔ کہ خواہ یہ خطاب ہی ہو۔ پھر بھی جب خدا ایک انسان کو۔ ہاں اپنے پیارے اور برگزیدہ انسان کو بارہا نبی اور رسول کہکر پکار رہا ہو۔ تو کیا ہمارا فرض نہیں۔ کہ ہم اُسے نبی اور رسول کہیں۔ چلو مان لیا۔ یہ ایک نام تھا۔ محض خطاب تھا جس میں کوئی حقیقت نہ تھی۔ تب بھی جب خدا نے آپ کو نبی اور رسول کہا۔ نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا مرتبہ۔ تو ہر اُس شخص کا جو آپ کی اقتداء کا دم بھرتا ہو۔ فرض ہے۔ کہ وہ اس خطاب کو مت چھوڑے۔ کہے اور بار بار کہے۔ کہ آپ نبی تھے۔ رسول تھے۔ مگر اے پیغام پارٹی تم پر افسوس۔ کہ تم نے اس عزت کے خطاب کو بھی حضور کے لئے ناپسند کیا۔ اور گویا خدا کے الہامات کی اپنے مونہوں سے تکذیب کی۔ اے کاش تم کچھ غور کرتے۔

براہِ راست نبوت

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"حضرت صاحب اِسی حقیقت الوحی میں اپنے متعلق ہی فرماتے ہیں۔ ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولی ہم نبوت سے وہ مراد نہیں لیتے۔ جو پہلے صحیفوں میں مراد لی گئی ہے۔"

ہم ڈاکٹر صاحب سے عرض کرتے ہیں۔ کہ بے شک حضرت اقدس نے جو کچھ فرمایا درست اور بجا فرمایا۔ ہمارا اس کے لفظ لفظ پر ایمان ہے۔ مگر پہلے صحف میں نبوت سے مراد صرف وہ نبوت ہوتی تھی۔ جو انبیاء کو براہ راست ملا کرتی تھی۔ مگر حضرت مسیح موعودؑ ایسے نبی ہیں۔ جنہوں نے براہ راست نہیں بلکہ رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فیضان سے نبوت کا درجہ حاصل کیا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"یاد رہے۔ کہ بہت سے لوگ میرے دعوٰی میں نبی کا نام سُنکر دھوکا کھاتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ کہ گویا میں نے اُس نبوت کا دعوٰی کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔ میرا ایسا دعوٰی نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور حکمت نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے افاضۂ روحانیہ کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے نبوت کے مقام تک پہنچایا۔"
(حقیقۃ الوحی حاشیہ ص۱۵۰)

پس ما نعنی من النبوۃ ما یعنی فی الصحف الاولی سے یہی مراد ہے۔ کہ آپ کی نبوت پہلے نبیوں کی طرح براہ راست نہیں۔ بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کی برکت سے ہے۔ چنانچہ آپ نے اسی کے ساتھ ایک اور فقرہ لگا کر اس شبہ کا ازالہ بھی کر دیا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتبع نبینا خیر الوریٰ۔

پس صاف ظاہر ہے۔ کہ آپ کے اس زیر بحث قول کا یہی مطلب ہے۔ کہ مجھے اُس رسالت کا دعوٰی نہیں۔ جو پہلے نبیوں کو براہ راست بغیر استفاضہ نبی سابق کے ملا کرتی تھی۔ بلکہ ایسی نبوۃ کا دعوٰی ہے۔ جو بروزی اور ظلی رنگ میں ہو یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں فنا ہو کر مقام نبوت حاصل کرنا۔

محدثیت اور نبوت

ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔

"آپ صرف ایک پہلو سے اُمتی اور ایک پہلو سے نبی تھے۔ جسے دوسرے لفظوں میں محدث کہتے ہیں۔ وہی محدثیت جس کے حضرت مجدد سرہندی صاحب قائل تھے۔"

یہ بھی ویسا ہی غلط اور بے بنیاد عقیدہ ہے۔ جیسا کہ ان کے گذشتہ عقائد کے متعلق روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بالکل صاف لفظوں میں اس عقیدہ کے خلاف لکھتے ہوئے فرمایا ہے۔

"اگر خدا تعالےٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا۔ تو پھر بتلاؤ کس نام سے اُس کو پکارا جائے۔ اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں۔ کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنے اظہارِ امر غیب ہے۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

پس آپ کا درجہ محدثیت سے بہت بالا یعنی نبوت و رسالت کا درجہ تھا۔ اور اگرچہ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اوائل میں آپ اپنی نبوت سے مراد محدثیت لیا کرتے تھے۔ مگر یہ تاویل صرف اِس بناء پر تھی۔ کہ آپ پر ابھی نبوت کے حقیقی معنے منکشف نہیں ہوئے تھے۔ جب خدا نے آپ پر حقیقتِ صادقہ روشن فرما دی۔ تو آپ نے اس کے خلاف کہا۔ اور صریح طور پر اپنے آپ کو نبی اور رسول کہا۔ اور کبھی بھی محدث کا لفظ اپنے لئے استعمال نہیں کیا۔ بلکہ فرمایا۔

"اگر کہو اُس کا نام محدث رکھنا چاہیئے۔ تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنے کسی لغت کی کتاب میں اظہارِ غیب نہیں ہے۔"

نبی کا نام پانا

ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں۔

"صاف پتہ چلتا ہے۔ کہ وہ ہوگا تو غیر نبی۔ مگر یہ ایک خاص بات اُس کے متعلق ہوگی۔ کہ اُسے نبی کا نام دیا جائیگا۔"

یہ نبی کا نام پانا بھی "خطابِ عزت" والا معاملہ ہے۔ کیا ممکن ہے۔ کہ خدا ایک شخص کو نبی اور رسول کا نام دے مگر فی الحقیقت وہ نبی نہ ہو۔ اگر خدا ایسا کرے۔ تو کیا اس پر نعوذ باللہ جھوٹ کا الزام عاید نہیں ہوگا۔ خدائے قدوس کی شان سے بہت بعید ہے۔ کہ وہ ایک شخص کو نام دے۔ حالانکہ وہ اس کا مستحق نہ ہو۔ اور اگر نام محض بے حقیقت چیز ہے۔ تو حضرت اقدس نے یہ بھی تو فرمایا ہے۔

"کئی مناسبتوں کے لحاظ سے اِس عاجز کا نام مسیح رکھا گیا ہے۔" (اربعین نمبر ۲ صفحہ ۹)

"خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا۔ اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں۔ وہ میرے حق میں بیان کر دیں"۔ (اربعین ۲ صہ۲۱)

"میرا نام مسیح اور مہدی رکھا گیا۔ ان دونوں ناموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مشرف فرمایا۔ اور پھر خدا نے اپنے بلا واسطہ مکالمہ سے یہی میرا نام رکھا۔ اور پھر زمانہ کی حالت موجودہ نے تقاضا کیا۔ کہ یہی میرا نام ہو"۔ (اربعین ملاصہ۲۰)

پس اگر نام بے حقیقت چیز ہے۔ تو گویا نعوذ باللہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نہ مہدی رہے۔ نہ مسیح حالانکہ اسے مسیح پاک کے نام لیوا دُ۔ فی الحقیقت وہ خدا کا برگزیدہ اور پیارا انسان تھا جو دنیا میں آیا۔ صادق اور راستباز رسول تھا۔ نبی اور پیغمبر تھا۔ اس کے درجہ کی تحقیر مت کرو۔ اس کی تعلیمات کے خلاف لوگوں میں اور اور باتیں مشہور مت کرو۔ اس نے خود کہا۔ اور آواز بلند کہا۔

"میں وہ نور ہوں۔ جو دنیا بھر کی تاریکی وظلمت کو دور کرتے آیا ہوں۔ میں خدا کا مامور ہوں۔ اور اسی برتر اور بلند ہستی کے حکم سے آیا ہوں۔ میں عبد منصور اور بندۂ مدد یافتہ ہوں۔ میں وہ مہدی ہوں۔ جس کا آنا لازم ہو چکا تھا۔ اور وہ مسیح ہوں۔ جس کے نزول کا وعدہ دیا جا چکا تھا۔ میں اپنے رب سے اس مقام پر نازل ہوا ہوں۔ جس کو انسانوں میں سے کوئی بھی نہیں جانتا۔ میرا بھید اکثر اہل اللہ سے بھی پوشیدہ اور دور تر ہے۔ قطع نظر اس سے کہ عام لوگوں کو اس سے اطلاع ہو۔ میرا مقام غوطہ لگانے والوں کے ہاتھ سے بہت دور ہے۔ اور میرے اوپر چڑھنے کی بلندی قیاس میں بھی نہیں آسکتی۔ پس مجھے کسی دوسرے کے ساتھ قیاس مت کرو۔ اور نہ کسی دوسرے کو میرے ساتھ۔ میں مغز ہوں۔ جس کے ساتھ چھلکا نہیں اور روح ہوں۔ جس کے ساتھ جسم نہیں۔ اور وہ سورج ہوں۔ جس کو دشمنی اور کینہ کا دھواں چھپا نہیں سکتا۔ تم کوئی شخص ایسا تلاش کرو۔ جو میری مانند ہو۔ اور ہرگز نہیں پاؤ گے۔ اگرچہ چراغ لیکر بھی ڈھونڈتے رہو۔ اور یہ کوئی فخر کی بات نہیں بلکہ اس خدا کی نعمتوں کا شکر ہے۔ جس نے اس نونہال کو لگایا۔ میں نور کے پانی کے ساتھ غسل دیا گیا ہوں۔ اور الٰہی پاکیزگی کے چشمہ میں تمام میلوں اور کدورتوں سے پاکیزہ کیا گیا ہوں۔ میرے رب نے میرا نام احمد رکھا ہے۔ پس میری تعریف کرو۔ اور مجھے دشنام مت دو۔ اور نا امیدی کے درجہ تک اپنے امر کو نہ پہونچاؤ۔ اور جس نے میری تعریف کی۔ اور کوئی قسم تعریف کی نہ چھوڑی۔ اُس نے سچ بولا۔ اور جھوٹ کا ارتکاب نہ کیا۔ مگر جس نے اس بیان کو جھٹلا دیا۔ پس اس نے جھوٹ بولا۔ اور اپنے خدا کے غصہ کو بھڑکایا"۔ (خطبہ الہامیہ صہ۱۸ تا ۲۱)

مبارک وہ جو خدا کے مامور کی باتیں سنکر اس پر ایمان لانے میں جلدی کرتے ہیں۔ (خاکسار محمد یعقوب۔ مولوی فاضل قادیان)

سائمن رپورٹ ہندوستان کی آئینی ترقی کے راستہ میں حائل نہ ہوگی

مرکزی مجالس قانون ساز کے مشترکہ اجلاس میں وائسرائے کی تقریر

شملہ۔ ۹ رجولائی۔ آج بعد دوپہر لارڈ ارون نے کونسل آف سٹیٹ اور اسمبلی کے مشترکہ اجلاس میں تقریر کی۔ آپ نے فرمایا۔ کہ لنڈن کانفرنس تمام ہندوستانی مسئلہ کے جملہ پہلوؤں پر یہ خیال رکھتے ہوئے غور کرے گی۔ کہ اس کی سرگرمیاں علمی نوعیت کی نہیں۔ اور ملک معظم کی حکومت ابھی تک یہ امید رکھتی ہے۔ کہ تمام خیالات اور جماعتوں کے ہندوستانی خواہ ان میں سے بعض کا رویہ اس وقت تک کچھ ہی کیوں نہ رہا ہو۔ اس امر کے لئے تیار رہیں گے۔ کہ اس تعمیری کام میں حصہ لیں۔

میرا ذاتی خیال

جب میں ہندوستان آیا۔ تو اس وقت میرے دل میں فرض کی بجا آوری کا خیال غالب تھا۔ جو اس کونسل میں ہر وائسرائے کو اپنے جملہ فرائض حکومت بجا لانے میں رکھنا چاہئے۔ میں نے اس امر کو فراموش نہ کیا تھا۔ کہ اپنی تمام کوششوں اور سرگرمیوں کو برطانی دولت متحدہ کے وائسرائے کے اندر ایک ترقی پذیر اور مطمئن ہندوستان کے قیام کے لئے وقف کر دوں۔

جذبات قوم پرستی کی نشوونما

میرے سامنے نسلی اختلافات تھے۔ مذہبی اختلافات تھے۔ اور ماحول اور تاریخ کے اختلافات تھے۔ جو مستقبل پر نظریں جمائے ہوئے تھے۔ اور بشکل تمام یہ توقع کی جاتی تھی۔ کہ ہندوستان جو بجا طور پر اپنی خودداری کا احساس رکھتا تھا اور سال بسال قومی جذبات سے زیادہ آگاہ ہو رہا تھا۔ اپنی رضامندی اور آزادانہ خواہش سے غیر محدود عرصہ تک برطانی قلمرو کی سیاسی سوسائٹی میں ان شرائط پر حصہ دار بنا رہے۔ جن سے اس کے منصب اور حیثیت کو مستقل طور پر ادنیٰ درجہ حاصل ہونا مترشح ہوتا ہو۔

غلط فہمی کا ازالہ

یہی وجہ تھی۔ کہ گذشتہ سال ملک معظم کی حکومت نے اس اٹل غلط فہمی کو دور کرنے کی غرض سے مجھے یہ اعلان کرنے کا اختیار دیا۔ کہ حکومت کے خیال میں درجہ نوآبادیات کا حصول ہندوستان کی آئینی ترقی کی قدرتی تکمیل ہے۔ چنانچہ یہ اعلان کیا گیا۔ اور ابھی تک ثابت اور قائم ہے۔

آگے چل کر وائسرائے نے فرمایا۔ کہ لنڈن کانفرنس جو برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان کے نمائندوں پر مشتمل ہوگی۔ ان تجاویز پر آزادانہ مشورہ کرے گی۔ جنہیں ملک معظم کی حکومت بعد میں پارلیمنٹ میں پیش کرے گی۔

سائمن رپورٹ

کوئی غیر جانبدارانہ مطالعہ کرنے والا اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ سائمن رپورٹ نے نہایت جیسے مشکل اور اہم مسئلہ کا وزن دار اور تعمیری حل پیش کیا ہے۔ لیکن اپنی معنوی اور حقیقی قدر و قیمت کے لحاظ سے یہ رپورٹ کتنی ہی مستند کیوں نہ ہو۔ کمیشن کی نہ تو یہ خواہش تھی۔ اور نہ اس کا منصب تھا۔ کہ ملک معظم کی حکومت کے ان فیصلہ جات کی پیش گوئی کرتا جو ہندوستان کے نمائندوں اور خود پارلیمنٹ کے ساتھ کانفرنس کرنے کے بعد مرتب ہوتے۔ اگر کمیشن اپنی رپورٹ پیش نہ کرتا جو اس کے نتائج کا دیانتدار عکس ہے۔ تو وہ اس ذمہ داری کو ادا کرنے سے قاصر رہتا۔ جو پارلیمنٹ کی طرف سے اس پر عائد ہوتی تھی۔ اسی طرح حکومت ہند بھی اپنے فرائض کی بجا آوری سے قاصر رہتی۔ اگر وہ اپنی پوری ذمہ داری کا احساس رکھتی ہوئی کمیشن کی رپورٹ پر غور نہ کرتی۔

رہنماؤں سے مشورہ

حکومت ہند نے اس وقت تک اس رپورٹ پر ابتدائی اور آزمائشی غور کیا ہے۔ اور کسی نتیجہ پر پہونچنے سے پیشتر اس تمام مسئلہ پر ایسے اصحاب سے بحث کرنے کا موقع ملیگا۔ جو غیر سرکاری آراء کی ترجمانی کر سکتے ہیں۔ نیز بعض والیان ریاست ریاستوں کے نمائندوں اور برطانی ہند کے مختلف خیالات اور مفادات کے نمائندوں سے بھی تبادلہ خیال کرے گی۔

سول نافرمانی کی تحریک کا معاندانہ اثر

ہز ایکسیلنسی نے فرمایا کہ ان مسائل پر صبر و سکون سے غور کرنے کے کام پر سول نافرمانی کی تحریک نے مخالفانہ اثر ڈالا ہے۔ جب مہاتما گاندھی نے یہ تباہ کن اقدام کیا۔ تو میں نے پہلے ہی ان کو اور ملک کو ان عواقب سے آگاہ کر دیا جو اس تحریک سے پیدا ہونے والے تھے۔ لیکن میرا انتباہ بالکل بے اثر ثابت ہوا۔

میری اور میری حکومت کی رائے میں یہ تحریک عوام کی جدوجہد کے ذریعے سے قائم شدہ حکومت کو مرعوب کرنے کی دانستہ کوشش تھی۔ اور اس وجہ سے اور نیز اس کے لازمی اور ناگزیر نتائج کی وجہ سے اس تحریک کو غیر آئینی اور خطرناک انقلابی تحریک سمجھنا چاہئے۔

موجودہ تحریک بعینہٖ ویسی ہے۔ جیسی کہ کسی صنعتی ملک میں عام ہڑتال ہوتی ہے جس کا مقصد حکومت کو دلائل و براہین کی بجائے عوام کے دباؤ سے مرعوب کرنے کا ہوتا ہے۔ اور جس کے انسداد کے لئے حکومت برطانیہ کو اپنے تمام ذرائع منظم کرنے پڑے۔

ہندوستان میں اس سے بھی زیادہ خطرناک حربہ استعمال کرنے کی کوشش کی گئی۔ اور آل انڈیا کانگریس کی مجلس عاملہ کی قرارداد کا مقصد پولیس اور فوج کو سرکشی پر آمادہ کرنا تھا۔ اس قرارداد سے اس بات میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کہ مجلس مذکورہ کے مجوزین کہاں تک جانے کو تیار تھے۔ اس نے مجھے مجبور کر دیا۔ کہ اس جماعت کو خلاف قانون قرار دے دوں۔

خطرناک جراثیم

اگر ایک مرتبہ سوسائٹی کو ان خطرناک جراثیم کا ٹیکہ لگ گیا۔ تو مرض کا ہمیشہ کے لئے اعادہ ہوتا جائے گا۔ یہاں تک کہ ایک دن مستقبل کی اس حکومت کو بھی تہ و بالا کر دیگا۔ جسے ایسے ذرائع سے حاصل کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ان احکام کا مقابلہ کرنے کے لئے آرڈی نینس نافذ کرنے پڑے۔ ان غیر معمولی حالات میں یہ ناگزیر تھا۔ کہ فسادات کے دوران میں بعض اوقات مجرموں کے ساتھ بے گناہ اور معصوم بھی مصائب کا شکار بن جائیں۔ جہاں یہ صورت پیدا ہوئی۔ مجھے اس کا سخت رنج ہوا۔ اور میں نے متعلقہ اشخاص سے گہری اور ذاتی ہمدردی کا اظہار کیا۔ اس بات سے آنکھیں بند کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کہ حقیقی الزام کس پر عاید ہونا چاہئے۔ ان لوگوں کی طرف سے جن کا مقصد آگ لگانا تھا۔ کتنے ہی اعتراضات کیوں نہ ہوں۔ حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

سرکاری ملازموں کی خدمات کا اعتراف

سول اور فوجی ملازموں کی خدمات قابل تعریف ہیں۔ انہوں نے شدید اشتعال اور بعض اوقات اپنی جانوں کو خطر میں ڈال لینے کے باوجود بڑی مستعدی اور جرأت سے اپنے فرائض انجام دیئے۔

تحریک کا اثر

ہز ایکسیلنسی نے نعرہ ہائے تحسین کے درمیان ایوان کو یقین دلایا۔ کہ موجودہ تحریک کی نزاکت سے آئینی اصلاحات کے مسئلہ کے متعلق میرے فیصلہ پر کوئی اثر نہیں پڑا۔ گول میز کانفرنس کی تاریخ انعقاد کا اعلان ہو گیا ہے۔ اور ملک معظم کی حکومت کی طرف سے میں نہایت غور و خوض کے بعد گول میز کانفرنس کے فرائض پر زیادہ صحت کے ساتھ روشنی ڈالنے کے قابل ہوں۔

لندن کانفرنس بالکل آزاد ہوگی

ملک معظم کی حکومت اس نتیجہ پر پہونچی ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کے فرائض پر شرائط عائد کرنا اور اسے گذشتہ نومبر کے میرے اعلان سے زیادہ محدود کرنا اچھا نہیں کانفرنس کو وہ کامل آزادی حاصل ہوگی۔ جو میرے الفاظ سے ظاہر ہے۔ اور وہ اپنے کام کو انجام دینے کیلئے بالکل آزاد ہوگی۔ البتہ اسے بہت امداد ملے گی۔ اور سائمن رپورٹ یا کسی اور دستاویز سے جو اس کے سامنے پیش کی جائے۔ اس کی آزادی کے راستہ میں کوئی رکاوٹ حائل نہیں کی جائے گی۔

حکومت ملک معظم کی توقعات

حکومت ملک معظم کا خیال ہے۔ کہ کانفرنس کے ذریعہ سے ایسا حل تلاش کرنا ممکن ہو جائیگا۔ جس کو دونو ممالک اور تمام جماعتیں اور ان کے مفادات باعزت طور پر قبول کر سکیں۔ کوئی ایسا فیصلہ جو کانفرنس کرے گی۔ ان تجاویز کی بنیاد ہوگا۔ جس پر ملک معظم کی حکومت اپنی تجاویز مرتب کر کے پارلیمنٹ میں پیش کرے گی۔ کانفرنس کے دائرۂ عمل کی اس تعریف سے یہ واضح ہے۔ کہ ملک معظم کی حکومت اسے بحث و مباحثہ کا محض ایک جلسہ ہی نہیں سمجھتی۔ بلکہ دونوں ممالک کے نمائندوں کی ایک مشترکہ اسمبلی خیال کرتی ہے جس کی مفاہمت پر ان تمام صحیح تجاویز کی بنیاد قائم ہوگی جو پارلیمنٹ کے سامنے پیش کی جائینگی۔ کوئی وجہ دکھائی نہیں دیتی۔ کہ تمام اطراف سے صاف گوئی سے مباحثہ ہونے کے بعد کوئی ایسی سکیم نہ تیار ہو سکے۔ جس سے ان لوگوں کے مخالفانہ خیالات پراگندہ ہو کر مٹ جائیں۔ جو کہتے ہیں یہ کہتے ہیں کہ ہندوستان اور برطانیہ عظمیٰ یا ہندوستان کے مختلف مفادات کا کوئی تصفیہ ہو سکنا ناممکن ہے۔

گورکھ دھندے کا بہترین حل

آخر میں لارڈ ارون نے ہندوستان کا ایک دوست ہونے کی حیثیت سے یہ ذاتی خیال پیش کیا۔ کہ ہندوستان کے گورکھ دھندے کا صحیح اور بہترین حل صرف یہ ہے۔ کہ برطانیہ عظمیٰ اور ہندوستان مل کر اس کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

دوستی کا ہاتھ

گذشتہ ماہ نومبر میں دوستی کا جو ہاتھ میں نے بڑھایا تھا۔ اگر اسے اس وقت وہ لوگ فراخدلی سے پکڑ لیتے جو ہندوستان کی طرف سے ترجمانی کا کام کر سکتے ہیں۔ تو ہندوستان کے تمام مسئلہ کا حل خوشگوار طریق پر ہو جاتا۔ یہ ہولناک امر تھا۔ جب تصفیہ کے ایسے مواقع پیش کئے گئے۔ جن سے بہتر موقعہ ان کو کبھی نہ ملا تھا۔ اور تمام مسئلہ پر غیر جانبدارانہ غور اور آزادانہ بحث کا موقعہ دیا گیا۔ تو کانگریس نے اس بہترین موقعہ کو ٹھکرا دیا۔ جو ہندوستان کو آج تک کبھی نہیں ملا تھا۔ میں امید کرتا ہوں۔ کہ اب بھی وقت ہے۔ کہ دانشمندی سے کام لیا جائے۔ اور تمام ہندوستان کے سیاسی مدبر اتحاد پیدا کرنے پر آمادہ ہو جائیں۔ اور برطانیہ سے مل کر بہترین ذرائع تجویز کریں۔

دو راستے

اس وقت دو راستے کھلے ہیں۔ ایک راستہ بدامنی۔ نا اتفاقی۔ مایوسی اور ناکام امیدوں کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور دوسرا ان لوگوں کے لئے مشعل راہ ہے۔ جو ہماری ان امیدوں کا ساتھ دیتے ہیں۔ کہ ہندوستان دولت متحدہ آزاد اقوام کا ایک فاخر و نازاں حصہ دار بن جائے۔ اور اس قسم کے باعزت ارتباط سے طاقت حاصل کرے۔ اور طاقت بہم پہنچائے۔ میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ ہندوستان صحیح راستہ اختیار کرنے پر آمادہ ہو جائے۔

دین کو دنیا پر مقدم کرنیوالے

مندرجہ ذیل احباب نے ماہ جون ۳۱ء میں وصیت کر کے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے:-

(۱) شیخ عبدالرحمٰن صاحب ہیڈ فیول کلرک کندیاں۔

(۲) کرم الٰہی صاحب جٹ ساکن گوڑیالہ ضلع گجرات۔

(۳) مسماۃ فاطمہ بی بی صاحبہ والدہ عنایت علی ساکن بنی پور ضلع گورداسپور۔

(۴) مسماۃ کرم بی بی صاحبہ زوجہ چودھری مولا بخش صاحب ساکن لدھیکے اوپنچے ضلع لاہور۔

(۵) مسماۃ صغرا بیگم صاحبہ زوجہ میاں شریف احمد صاحب ساکن سامانہ

(۶) غلام احمد صاحب ککے زئی ڈسپنسر شفاخانہ صدر گوگیرہ۔

(سکرٹری مقبرہ بہشتی قادیان)

رفیق زندگی کی قدر کرو

موسم گرما کے لئے بے نظیر تحفہ

عام طور پر مقوی ادویات گرم ہوتی ہیں۔ اور موسم گرما میں بسا اوقات ان کا استعمال مضر بیٹھتا ہے حالانکہ اسی موسم میں مقویات کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ بوجہ گرمی زیادہ پانی پئے جاتے اور بھوک کے کم ہو جانے سے جسم کھوکھلا ہو جاتا ہے۔ لہذا اس موسم میں ایسی چیز کی ضرورت تھی۔ جو مقوی بھی ہو۔ مفرح اور خوشگوار بھی۔ اور گرمی کی گھبراہٹ کو دور کرنیوالی بھی۔ سو مبارک ہو۔ کہ آخر وہ چیز تیار ہو گئی۔ جس کا نام "رفیق زندگی" ہے۔ موسم گرما کے لئے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ مفرح دل اور مقوی دماغ جس سے جوہر حیات کو خاص ترقی ہوتی ہے۔ بیماری یا کثرت کار یا کسی اور وجہ سے جن کے چہرے زرد بے رونق اور پژمردہ ہو چکے ہوں۔ دل ہر وقت دھڑکتا۔ سر چکراتا۔ آنکھوں میں اندھیرا آتا۔ اٹھتے وقت ستارے سے دکھائی دیتے۔ بے چینی۔ گھبراہٹ سستی۔ اور اداسی چھائی رہتی ہو۔ ذرا سے کام سے دل کانپتا ہو۔ جسم میں سخت کمزوری ہو۔ ان کے لئے یہ جادو اثر اور نعمت غیر مترقبہ ہے۔ قیمت فی بکس جس میں ایک ماہ کی خوراک ہے۔ صرف پانچ روپے۔ محصولڈاک علاوہ ؂

ملنے کا پتہ :۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

پیاری آنکھوں کا نور

دنیا مان گئی ہے۔ کہ ہمارا ساختہ موتی سرمہ حقیقی معنوں میں آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہے۔ اس پر ڈاکٹر شیفتہ اور حکما فریفتہ ہیں۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ خارش چشم۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ پڑبال۔ ناخونہ۔ گوہانجنی۔ رتوندا۔ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال آنکھوں کی بصارت کو تیز کرتا۔ اور جملہ امراض سے آنکھوں کو محفوظ رکھتا ہے۔ جو لوگ بچپن اور جوانی میں اس سرمہ کا استعمال رکھیں گے۔ وہ بڑھاپے میں اپنی نظر کو جوانوں سے بھی بہتر پائیں گے۔ قیمت ایک تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ جو مدت کے لئے کافی ہے محصولڈاک علاوہ

میں تو تہجد میں بھی آپ کے لئے دعا کرتا ہوں

میاں ابراہیم صاحب گتی۔ ضلع امرتسر پور سے لکھتے ہیں۔ کہ میری آنکھیں بہت خراب ہو گئی تھیں۔ بہت سے علاج کئے۔ مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مگر آپ کے موتی سرمہ نے مجھے بہت فائدہ دیا جس کے لئے میں آپ کا احسان مند اور شکر گذار ہوں۔ تہجد میں اور پھر صبح نماز کے وقت مناجات میں آپ کے لئے بہت دعا کرتا ہوں۔ اب اکسیر معدہ اور موتی دانت پوڈر بھی بذریعہ وی۔ پی بھیجدیں ؂

ملنے کا پتہ :۔ منیجر نور اینڈ سنز نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

ہندوستان میں سب سے نفیس آم

"سفیدہ"

ایسا نفیس آم ہے۔ کہ جس کی خوشبو دار شیرینی سے دل کو فرحت ہوتی ہے۔ اول درجہ کا ٹوکرا دانہ ۳۲ کی قیمت محصول سمیت للعہ نقد۔ قلموں کی فہرست مفت :۔ **نذیر برادرس ملیح آباد ضلع لکھنؤ**

ضرورت ہے

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف۔ گارڈ سٹیشن ماسٹری و بجلی کا کام ریلوے۔ گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کیلئے سیکھنا چاہیں۔ کرایہ ریل کالج دیگا۔ قواعد ۲/ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں :۔ **رائل ٹیلیگراف کالج دہلی**

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب مرحوم شاہی حکیم کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب مقبول اور مشہور ہیں۔ اور ان گھروں کا چراغ ہیں جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ کئی خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے پڑے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین اور خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ عہ/ (ایک روپیہ چار آنے)

شروع حمل سے آخر ساعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ ایک دفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ لیا جائیگا ؂

ملنے کا پتہ

عبدالرحمن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

آم کھائیے!

فصل شروع ہو گئی فرمایشات معہ پیشگی جلد ارسال کریں۔ ثمر ہائے انبہ۔ زعفرانی بمبئی۔ سفیدہ لنگڑا۔ اکبر پسند۔ کرشن بھوگ وغیرہ چیدہ اور بڑے دانے فیصدی سات (؏) روپیہ فی پچاس چار روپیہ (للعہ) محصول ریلوے و پیکنگ وغیرہ علاوہ۔

نوٹ :۔ آموں کے دس روز تک تر و تازہ اور راستہ میں چوری سے محفوظ رہنے کی گارنٹی ہے ؂ **اطلاع :۔** اگر باغات کیلئے عمدہ اور سندی قلموں کی ضرورت ہو۔ تو ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر فہرست مفت طلب کریں

سپرنٹنڈنٹ نواب گارڈن نمبر ۵ دربھنگہ۔

چند رشتے

(۱) ایک قریشی لڑکی جو خواندہ ہے۔ خاندان اہل علم و فضل کا ہے۔ احمدی مبایع برسر روزگار معلم ہو تو بہتر۔

(۲) ایک سیدزادی سلیقہ شعار معمولی حالات میں پرورش پائی ہے

(۳) ایک سیدزادی۔ لکھی۔ پڑھی۔ درخواست کرنے والے احمدی مبایع دو سو روپیہ ماہوار کم از کم آمد رکھتے ہوں ؂

(۴) ایک صاحب کے لئے رشتہ مطلوب ہے۔ دیہاتی زندگی معمولی حالات۔ مزید حالات دریافت کئے جائیں ؂

معرفت ف۔ دفتر منیجر الفضل قادیان

ایک جلیل القدر گھرانے

کے احمدی نوجوان جو انگلینڈ کی ایک یونیورسٹی کے گریجوایٹ آنرز اور آئی۔ سی۔ ایس۔ پاس ہونیکے علاوہ پنجاب سول سروس میں ایک نہایت ممتاز عہدے پر فائز ہیں۔ کسی معزز خاندان کی خاتون سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ جملہ خط و کتابت جو بصیغہ راز مکتوم رہیگی۔ ط۔ معرفت دفتر منیجر الفضل قادیان ہو ؂

ہندوستان کی خبریں

——— شملہ ۹ جولائی۔ کونسل آف سٹیٹ اور اسمبلی کے قریباً ڈیڑھ درجن ممتاز اور مقتدر رہنماؤں نے ایک اہم بیان شایع کیا ہے۔ جس میں کانگریس اور حکومت دونوں سے اپنی سرگرمیاں ترک کرنے کے لئے اپیل کی ہے یعنی کانگریس موجودہ پروگرام تبدیل کر کے گول میز کانفرنس سے فائدہ اٹھائے اور حکومت سیاسی قیدیوں کو رہا کر دے۔

——— پشاور۔ ۹ جولائی۔ گذشتہ شب خان بہادر کرم الہٰی آنریری مجسٹریٹ کے مکان کو اڑا دینے کی کوشش کی گئی۔ عمارت کو کوئی نقصان نہیں پہونچا۔ کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی۔

——— لاہور۔ ۱۰ جولائی۔ آج مقدمہ سازش لاہور کے ٹربیونل نے پندرہ ملزمان مقدمہ سازش لاہور کے خلاف زیر دفعات ۱۲۰۔ ۱۲۱ (الف) ۱۲۲۔ ۱۲۳ تعزیرات ہند دفعات ۴۔ ۵۔ ۶ قانون مادہ آتش گیر فرد جرم عاید کر دی۔ ماسٹر آگیارام اور سریندر ناتھ پانڈے کو ناکافی ثبوت ہونے کی وجہ سے رہا کر دیا۔ اور مسٹر بی۔ کے دت کے خلاف استغاثہ نے مقدمہ واپس لے لیا۔ کیونکہ اسے زیر دفعہ ۳۰۴ عمر قید کی سزا ہو چکی ہے۔ اور اس کی اپیل بھی نامنظور ہوئی ہے ملزمین بدستور غیر حاضر تھے۔

——— شملہ ۹ جولائی۔ افغانستان میں ہیضہ پھوٹ پڑنے کے پیش نظر حکومت ایران نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ کریز سیستان اور دزداب کے راستوں کے سوا باقی سرحدی راستے بند کر دیئے جائیں۔

——— اخبار "پیج" لکھنؤ اور الناظر پریس سے پریس آرڈی نینس کے ماتحت ایک ایک ہزار روپے نقد کی ضمانتیں طلب کی گئی ہیں۔ اس لئے اخبار مذکور کی اشاعت بند کر دی گئی ہے۔

——— میرٹھ ۸ جولائی۔ ہندوستان بھر کے اچھوتوں کی کانفرنس میں مسٹر ریگاوائی صدر نے حاضرین کو سول نافرمانی کی تحریک سے علیحدہ رہنے کی تلقین کی۔

——— شملہ ۹ جولائی۔ جب وائسرائے سنٹرل لیجسلیچر کو خطاب کرنے کے لئے آئے تو کانگریسی لیڈی والنٹیریوں نے چیمبر کے دروازے کے سامنے مظاہرے کئے۔ اور "انقلاب زندہ باد" "قومی جھنڈے کو بلند کرو" "یونین جیک کو جھکا دو"

"بھگت سنگھ زندہ باد" "گاندھی کی جے" کے نعرے بلند کئے۔

——— کلکتہ۔ ۹ جولائی۔ آج صبح ہوڑہ سی۔ آئی۔ ڈی کے انسپکٹر کے مکان پر بم گرایا گیا۔ بم پھٹ گیا۔ مگر کوئی نقصان نہیں ہوا۔

——— کلکتہ۔ ۹ جولائی۔ آج شام کو کلکتہ کارپوریشن کا اجلاس نائب صدر بنگال پراونشل کانگریس کمیٹی کی سزایابی کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر دس منٹ کے لئے ملتوی ہو گیا۔

——— کلکتہ۔ ۱۰ جولائی۔ سیالدہ ریلوے سٹیشن پر دو بنگالی نوجوانوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ ان کے ٹرنک سے ایک بم برآمد ہوا۔

——— گنٹور۔ ۱۰ جولائی۔ یہاں مجسٹریٹ نے زیر دفعہ ۱۴۴ گاندھی ٹوپی پہننے کی ممانعت کر رکھی ہے۔ مگر ہر روز دو والنٹیر گاندھی ٹوپی پہن کر تھانہ کے آگے سے گذرتے ہیں۔ انہیں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ کئی درجن گرفتاریاں ہو چکی ہیں۔

——— لاہور۔ ۱۰ جولائی۔ آج مشہور کانگریسی شاعر لالہ لال چند صاحب فلک کو زیر دفعہ ۱۰۸ گرفتار کر لیا گیا۔

——— لاہور۔ ۱۰ جولائی۔ پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے آئندہ اجلاس میں ڈاکٹر گوکل چند نارنگ یہ ریزولیوشن پیش کرینگے۔ کہ کونسل ہذا سائمن کمیشن کی سفارشات کی سخت مذمت کرتی ہے۔ نیز یہ کہ صوبہ کی پولیس اور دیگر ایگزیکٹو افسران کے نام ہدایات جاری کی جائیں۔ کہ پبلک کے پرامن و غیر مسلح ممبروں کو جو سیاسی جلسوں میں شریک ہوں۔ یا پرامن سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہوں زد و کوب کرنے سے قطعی طور پر احتراز کریں۔

——— پوساد ۱۱ جولائی۔ مسٹر اپنے سابق ایم۔ ایل اے اور دس رضاکاروں کو قانون جنگلات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے گرفتار کیا گیا۔ اور زیر دفعہ ۷۶ ۵ ضمانت داخل کرنے کی ہدایت کی گئی۔ انہوں نے ضمانت دینے سے انکار کر دیا۔ عدالت نے مسٹر اپنے کو چھ ماہ قید محض اور باقی ماندہ رضاکاروں کو چھ چھ ماہ قید بامشقت کی سزائیں دیں۔

——— پوساد ۱۱ جولائی۔ جنگل ستیہ گرہ کا دوسرا دستہ آج صبح ڈاکٹر منجی کی قیادت میں قانون شکنی کے لئے گیا لیکن گرفتار کر لیا گیا۔ ڈاکٹر منجی کو پانچ روپیہ جرمانہ یا عدم ادائگی جرمانہ کی صورت میں عدالت کے برخاست ہونے تک سزائے قید دی گئی۔ رضاکاروں کو فہمائش کے بعد چھوڑ دیا گیا۔

——— لائلپور۔ ۹ جولائی۔ کل موضع برج میں نو دیہات کے مالکان اراضی نے ایک جلسہ منعقد کر کے یہ قرارداد منظور کی۔ کہ وہ اس وقت تک مالیہ کی ایک پائی بھی ادا نہیں کرینگے۔

جب تک حکومت اس میں پچاس فیصدی تخفیف نہیں کر دیگی۔

——— شملہ۔ ۱۱ جولائی۔ اسمبلی کے ڈپٹی پریزیڈنٹ کے انتخاب کا نتیجہ حسب ذیل نکلا۔ سر ہری سنگھ گوڑ ۶۲ ووٹ۔ کرنیل گڈنی ۱۷۔ اور مسٹر ایم۔ سی۔ اجہ ۱۵۔ سر ہری سنگھ گوڑ منتخب ہو گئے۔

——— شملہ۔ ۱۱ جولائی۔ اسمبلی کے مسلم ارکان کی ایک جماعت نے سر جارج شسٹر اور سر ہیگ سے ملاقات کی اور سرکاری ملازمتوں میں مسلم نیابت کے مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے پُرزور مطالبہ کیا۔ کہ جدید اسامیوں کی مجموعی تعداد کا ایک ثلث ہر جگہ مسلمانوں اور ایک ثلث دوسری اقلیتوں کے لئے مخصوص رکھا جائے۔ ایک گھنٹہ کے مباحثہ کے بعد ان سے کہا گیا۔ کہ وہ تحریری مطالبہ پیش کریں۔ جس پر احتیاط سے غور کیا جائیگا۔

——— کلکتہ۔ ۱۰ جولائی۔ مسٹر سرکار ایڈووکیٹ جنرل بنگال آج رات کو شملہ روانہ ہو گئے ہیں۔ آپ ۱۴ جولائی کو لاہور ہائیکورٹ میں اس سوال کے سلسلہ میں پیش ہونگے۔ کہ مقدمہ سازش کی سماعت کرنے کے لئے وائسرائے کو آرڈی نینس نافذ کرنے کا اختیار ہے۔ یا نہیں۔

——— نیلور۔ ۱۰ جولائی۔ گورنمنٹ نے نیلور ڈسٹرکٹ کانگریس کمیٹی اور وار کونسل کو کریمنل لا امینڈمنٹ ایکٹ کے ماتحت مجمع خلاف قانون قرار دیا ہے۔

——— بمبئی۔ ۱۲ جولائی۔ وار کونسل نے گڑھوال ڈے کے سلسلہ میں ایک ملتوی شدہ جلوس نکالنے کا اعلان کیا۔ والنٹیروں نے اسپلینڈ میدان میں جمع ہونا تھا۔ لیکن پولیس کمشنر نے اس کی ممانعت کر دی۔ وار کونسل نے اس حکم کی نافرمانی کی۔ اور والنٹیروں کے جتھوں پر پولیس نے لاٹھیوں سے کئی حملے کئے۔ پانچ سو بیس والنٹیر زخمی ہوئے ۲۳ کو زیادہ چوٹیں آئیں۔ اور تین کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔ پولیس کمشنر بھی مجمع کے پتھروں سے زخمی ہوا۔

——— شملہ۔ ۱۲ جولائی۔ اسمبلی میں لنڈن کانفرنس کے اخراجات کے لئے ایک ضمنی مطالبہ برائے منظوری پیش تھا۔ مسٹر شاہ نواز نے سائمن رپورٹ پر عدم اعتماد اور عدم استحسان کے اظہار کے لئے اس میں سو روپیہ کی تخفیف کی تحریک پیش کی۔ جو تین دن کی بحث کے بعد آج ۴۰ کے مقابلہ میں ۵۴ آراء کی مخالفت سے پاس ہو گئی۔ اور اس طرح حکومت کو ۱۴ آراء کی وجہ سے شکست ہو گئی۔

——— دہلی۔ ۱۲ جولائی۔ دہلی میونسپلٹی نے اپنی حدود میں عورتوں کو حق انتخاب دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

——— شملہ۔ ۱۰ جولائی۔ مسٹر سی۔ سی۔ منترا اور مسٹر امرناتھ دت آج اسمبلی کے اجلاس میں شریک نہ ہوئے۔ کیونکہ لیڈی والنٹیروں نے ان کے مکان پر جا کر دھرنا دے رکھا تھا۔

رعبد الرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا